

یا حسینؑ

پہلے تم یا حسینؑ تو کہہ لو
چل دیے اُٹھ کے کہنے یا اللہ
یعنی ”لا“ ہے حسینؑ کا کلمہ
”لا“ سے گزرے بغیر ”الا اللہ“

خاکِ کپائے ماتم گسار ان حسینِ مظلوم

میر احمد نوید

یا حسینؑ

دل کی دھڑکن کر سماعت نبض سے سُن یا حسینؑ
 مقصدِ کُن یا حسینؑ اور حاصلِ کُن یا حسینؑ
 ایک نوحہ ایک گریہ ایک ماتم ایک غم
 ایک ہی سُر ایک ہی لے ایک ہی دُھن یا حسینؑ

تیری دنیا سے اے خدائے حسینؑ
 کچھ نہیں چاہیے سوائے حسینؑ

یا حسینؑ

دے رہی ہے یہ ندا پیہم صدائے یا حسینؑ
اب جہاں میں کچھ نہیں ہونا سوائے یا حسینؑ

دائرہ بڑھنے تو دو ماتم کی لے چڑھنے تو وہ
ہو ہی جائے گا زمانہ آشنائے یا حسینؑ

خاک اڑاتا پھر رہا ہوں ”لا“ سے ”اللہ“ تک
ڈھونڈنے نکلا تھا میں کیا ہے بنائے یا حسینؑ

واصل نورِ اُستی کیوں نہ ہو وہ ممتِ اُست
پا لیا ہو جس کے دل نے مددائے یا حسینؑ

بس وہی ہے محرمِ گنِ محرمِ رازِ نہاں
دل دھڑکتا ہو یہاں جس کا برائے یا حسینؑ

کچھ نہیں ہم نے کیا کچھ بھی نہ ہم سے ہو سکا
کچھ نہیں ہم سے ہوا ہاتے سوائے یاحینؑ

رات کے پچھلے پہر لو دے جو گریے کی صدا
ہر طرف سے ایک ہی آواز آئے یاحینؑ

جان تھی جس کی یہ حسرت بھی اسی کی تھی نوید
کیا تھا اپنے پاس جو کرتے فدائے یاحینؑ

لاج رکھ لی اہل غم کی اس صدا نے اے نوید
ورنہ کیا دیتے صدا آخر بجائے یاحینؑ

حسینؑ کا غم

جہاں گُن کی ہے وجہِ نَمُو حسینؑ کا غم
خودی تلاشِ خدا جستجو حسینؑ کا غم

مرا کلامِ مرا قہقہہٗ مرا گریہ
مری خموشی مری گفتگو حسینؑ کا غم

وجودِ خاکِ پدیشاں سے تادمِ اکیر
ہے میرا زخم ہے میرا رُفُو حسینؑ کا غم

میں رندِ رند ہوں میں مستِ مست ہوں یعنی
ہے میرا جام ہے میرا سبو حسینؑ کا غم

سو میں ہوں رقص بہ نار اور میں ہوں رقص بہ خار
مری دھمال مری حا وِ هُو حسینؑ کا غم

یہی کہ جنبش مرثاں سے دل کی دھڑکن تک
ہے میری نبض، ہے میرا لہو، حسینؑ کا غم

مرا قیام، ہے میرا رکوع، میرا سجود
میری صلوٰۃ، ہے میرا وضو، حسینؑ کا غم

نہ کوئی دائیں نہ بائیں نہ کوئی پیش نہ پس
ہے میرے گرد مرے چار سو حسینؑ کا غم

ہے کربلا کہ عدا خانہ قدیم کوئی
ہے آئینہ کہ مرے رو بہ رو حسینؑ کا غم

ہزار سرمد و لاہوت و لامکان نوید
میری طلب، ہے میری آرزو، حسینؑ کا غم

نوحہ

حمین آگئے کرب و بلا بسانے کو
گلا خود اپنا خدا کی جگہ کٹانے کو

پناہ ڈھونڈنے جاتے کہاں تری توحید
نہ ہو جو مقتلِ شبیر سر چھپانے کو

خدا بچانے کو جاتے کہاں تیری زینبؑ
کہ اب ردا کے سوا کچھ نہیں لٹانے کو

سوائے خون نہیں کچھ بھی دیکھنے کیلئے
سوائے تیغ نہیں کچھ گلے لگانے کو

یہ کہہ رہے ہیں بہتر چراغِ مقتل کے
حمینؑ چاہیے اے شب دیا بجھانے کو

صدا لگانے کو بل من کی چاہتے ہے حسینؑ
 حسینؑ چاہتے حق کی طرف بلانے کو

یہ وزن کرب و بلا ہے کسی سے کیا اٹھے
 حسینؑ چاہیے اس وزن کے اٹھانے کو

سوائے نوحہ لکھے تو نوید کیا لکھے
 سوائے نوحہ نہیں کچھ نہیں سنانے کو

نوحہ

یہ کون ہے پیسا جگر کی جو پیاس بجھانے آیا ہے
ظاہر میں تو یہ بندہ ہے مگر توحید بچانے آیا ہے

جو پتھر کھاتا جاتا ہے جو خون میں نہاتا جاتا ہے
مشرک حُرّ کے رستے سے ہر سنگ بٹانے آیا ہے

ہے نعمت رزقِ شہادت کیا یہ موت کے مارے کیا جانیں
ہے جس کی پہنہ میں اللہ کیوں جان سے جانے آیا ہے

خمیے میں یہ کس سے آئی ہے عاشور کی شب بیعت لینے
جو دیا بجھانے آیا ہے بیعت کو اٹھانے آیا ہے

کوئی حرص وہوا کے مارے ہوئے ان لُونے والوں سے پوچھے
وہ کیا ہے جس کے بچانے کو سب کچھ وہ لٹانے آیا ہے

جانے والا آنے والا ہر ایک زمانہ اُس کا ہے
 ہل من کی صدا بن کر وہ جو ہر عہد پہ چھانے آیا ہے

اُس سے پوچھو ہے طریقت کیا اُس سے پوچھو ہے شریعت کیا
 اُس سے پوچھو کہ جو مقتل میں قیمت کو چکانے آیا ہے

گلیوں میں نویدِ آواز لگا نذرِ اللہ نیازِ حسینؑ
 کوئی نہ سُنے یا کوئی سُنے تو صدا لگانے آیا ہے

نوحہ

گھر سے نکل کے خوں میں نہانے چلے حسینؑ
خوں میں نہانے دیں کو بچانے چلے حسینؑ

خم کھا گئی تھی جس سے براہیمؑ کی کمر
اُس وزنِ کربلا کو اٹھانے چلے حسینؑ

باندھے ہوئے ہیں تن پہ جو احرامِ کربلا
کعبہ بچانے حج کے بہانے چلے حسینؑ

گوارے میں کیا تھا جو وعدہ رسولؐ سے
وعدہ وہ آج اپنا نبھانے چلے حسینؑ

آ دشتِ نینوا میں ہوائے یزیدیت
اپنے لہو سے شمعِ جلانے چلے حسینؑ

کچھ اِس قدر خدا کی خدائی کی فکر ہے
گھر دے کے گھر خدا کا بچانے چلے حسینؑ

اصغرؑ کو آہ کر کے حوالے زمین کے
خجر سے اپنی پیاس بجھانے چلے حسینؑ

جو بن سکے نویدِ کسی سے نہ جڑ حسینؑ
سو کھے لبوں وہ بات بنانے چلے حسینؑ

نوحہ

خدا کی بات بنانے حسینؑ جاتے ہیں
حسینؑ کیا ہے بتانے حسینؑ جاتے ہیں

یہ کیا بچانے کو نکلے ہیں گھر سے لے کے علم
کہ آج کچھ نہ بچانے حسینؑ جاتے ہیں

چلے ہیں گود سے صغراً کی لے کے اصغراً کو
کہ لالہ بچانے حسینؑ جاتے ہیں

وہ جس غرور کو لے کر اٹھی ہے بولہبی
اسی کے سر کو بھکانے حسینؑ جاتے ہیں

یہ کیا ستم ہے کہ اسلام کی جو شہہ رگ ہے
اسی گلے کو کٹانے حسینؑ جاتے ہیں

بجھا سکے تو بجھا آ کے اے ہوائے یزید
 دیا ہوا میں جلانے حمینؑ جاتے ہیں

کمر ہیں باپ کی تھامے ہوئے علی اکبرؑ
 یہ کس کی لاش اٹھانے حمینؑ جاتے ہیں

جو اس کے اہل نہیں ان کو کیا بتاؤں نوید
 یہ کیوں لہو میں نہانے حمینؑ جاتے ہیں

نوحہ

چلو حسینؑ تمہیں کربلا بلاتی ہے
صدائے فاطمہؑ زہراً لحد سے آتی ہے

قدم حسینؑ اٹھاتے ہیں سوتے کرب و بلا
قدم سے لپٹی ہوئی کائنات جاتی ہے

خبر ہے شامِ غریباں ترے اندھیرے کو
نبیؑ کے رونے پہ صغراً دیئے جلاتی ہے

بتا اے ماہِ محرمؑ یہ کون بی بی ہے
جو بال کھول کے بس چاند دیکھے جاتی ہے

یہ کون بی بی ہے اور کس کی راہ نکلتی ہے
نہ موت آتی ہے اس کو نہ نیند آتی ہے

طواف کرتا ہے جس گھر کا خانہ کعبہ
یہ حاجیوں کی جماعت وہ گھر جلاتی ہے

جو بڑھ کے تیغ کو اپنے گلے لگاتا ہے
خود اس کو بڑھ کے مشیت گلے لگاتی ہے

نوید کیا ہوا لبیک کیوں نہیں کہتے
صدا تو دشت سے بل من کی اب بھی آتی ہے

نوحہ

اک بوند نہ تھا شہ کے بچوں کے پلانے کو
پانی تھا دکھانے کو پانی تھا بہانے کو

جب تک وہ نبیؑ زادے مہماں رہے صحرا کے
یا پیاس تھی پینے کو یا بھوک تھی کھانے کو

اے شام یہ صغراً ہے اک ایک کے حجرے میں
ہر شام جو آتی ہے اک شمع جلانے کو

شہ جانے نہیں دیتے میداں میں کسی کو بھی
ہے وجہ یہی شاید ٹر ہے ابھی آنے کو

آئی تھی ضعیفی اک لمحے میں شہ دیں پر
جب شاہ جھکے اکبّر کی لاش اٹھانے کو

سجدے میں نویدِ اس نے سر ہی نہ دیا خالی
چادر بھی دی زینبؑ نے اسلام بچانے کو

نوحہ

ہنگامِ عصر ہے یہ شہِ خوں اُگل رہے ہیں
 اور تیرے چل رہے ہیں
 گلِ انبیاءِ سرہانے ہاتھوں کو مل رہے ہیں
 اور تیرے چل رہے ہیں

کیسا کوئی ستارہ سُرخِ آسماں ہے سارا
 وہ آندھیاں ہیں سینوں میں دلِ دہل رہے ہیں
 اور تیرے چل رہے ہیں

یعنی نہ ہیں وہ زبیں پر یعنی نہ ہیں زمیں پر
 تیروں پہ شاہِ والا کروٹ بدل رہے ہیں
 اور تیرے چل رہے ہیں

خوں تو رگوں میں کیا ہے خشک اس قدر گلا ہے
قاتل بھی تھک کے اپنے خنجر بدل رہے ہیں
اور تیر چل رہے ہیں

خود گردنیں کٹانے شبیرؑ کو بچانے
جانے کورن میں ہائے کم سن مچل رہے ہیں
اور تیر چل رہے ہیں

ہر شام روز جس کو روئے گی یاد کر کے
وہ شام ڈھل رہی ہے خیام جل رہے ہیں
اور تیر چل رہے ہیں

لکھ اے نوید ہے یہ گل کربلا کا حاصل
ہل من کے لفظ شہ کے منہ سے نکل رہے ہیں
اور تیر چل رہے ہیں

نوحہ

شہہٴ تھام کے لائے ہیں کمر ، مشکِ سِکینہٴ
پانی سے نہیں خوں سے ہے تر، مشکِ سِکینہٴ

صدیوں سے تُو غازیٰ کے علم سے جو بندھی ہے
باقی ہے ابھی کتنا سفر ، مشکِ سِکینہٴ

سینے میں ترے پیاس بہتر کی ہے پھر بھی
پانی نہ ہوا تیرا جگر ، مشکِ سِکینہٴ

ہر زخم سے بہتا رہا پانی کی طرح خون
لپٹی رہی سینے سے مگر ، مشکِ سِکینہٴ

شرمندہ سِکینہٴ سے ہے سقائے سِکینہٴ
شرمندہ ہے غازیٰ سے مگر، مشکِ سِکینہٴ

غازیٰ کے دہن کی طرح یہ خشک دہن ہے
کوثر سے لبالب ہے مگر، مشکِ سکینہؑ

پیاسا ہے نویدِ ایک زمانے سے ہے پیاسا
ہو اُس کی طرف ایک نظر، مشکِ سکینہؑ

نوحہ

الوداعِ اہلِ حرم الوداعِ اہلِ حرم
جانے پھر لوٹ کے آئیں کہ نہ آئیں یہ قدم

میرے نانا کی عبا اور عمامہ لاؤ
وہ جو گرتا میری اماں نے سیا تھا لاؤ
اور زینبؑ کو بلاؤ کہ اب وقت ہے کم

بیبیوں دیکھ لو جی بھر کے چلو روئے حسینؑ
گل زینبؑ سے جدا ہوتی ہے خوشبوئے حسینؑ
جانے پھر ہو کہ نہ ہو، لمحہ زیارت کا بہم

بیبیاں حلقہ کیے تھیں تنِ مظلوم کے پاس
بال کھولے ہوئے آنسو لیے معصوم کے پاس
نوحہ حضرت زینبؑ پہ تھا شورِ ماتم

ہاتھ اٹھاتے ہی نہیں ظلم سے یہ بانی شر
 لے گئے کاٹ کے یہ عون و محمد کے بھی سر
 اب میرے سر کے طلبگار ہیں یہ اہل ستم

غش سے عابد کو اٹھا کر کہا بیٹا ہشیار
 لو ہوئی شام ہوئی شام کی منزل تیار
 تم ہو اب اور ہے بے پردگی اہل حرم

ہو کے رخصت ہوئے شبیرؑ جو گھوڑے پہ سوار
 ایڑھ دیتے تھے تو چلتا نہ تھا آگے رہوار
 ایک بچی تھی جو رہوار کے تھامے تھی قدم

کر کے سینے سے سکیئہؑ کو جدا شہہؑ نے نوید
 جاؤ خمیہ میں سکیئہؑ سے کہا شہہؑ نے نوید
 پھر بڑھے سوتے فرس شاہ ہدا تیز قدم

نوحہ

سر پہ عاشور کا سورج ہے اکیلے ہیں حسینؑ

دفن کر کے علی اصغرؑ کو جو اٹھتے ہیں حسینؑ
 اپنی غربت پہ بہت خاک اڑاتے ہیں حسینؑ
 آہ کرتے ہوئے دل تھام کے چلتے ہیں حسینؑ
 سوئے خیمہ کبھی بڑھتے کبھی رکتے ہیں حسینؑ
 دے کے زینبؑ کو صدا خاک پہ گرتے ہیں حسینؑ

کر کے قرباں علی اصغرؑ کو ابھی اٹھے ہیں
 حشر تک روک کے محشر کو ابھی اٹھے ہیں
 تھام کر مرضی داور کو ابھی اٹھے ہیں
 دے کے آواز بہتر کو ابھی اٹھے ہیں
 اے خدا ٹھوکروں پہ ٹھوکریں کھاتے ہیں حسینؑ

ہے درِ خیمہ پہ ماں قاسمؑ بے پر اٹھو
میرے ننھے سے مجاہد مرے اصغرؑ اٹھو
ماں بُلّاتی ہے تمہیں اے علی اکبرؑ اٹھو
تم کو زینبؑ نے بُلّایا ہے برادر اٹھو
ایک اک لاشے سے جا جا کے لپٹتے ہیں حمینؑ

صبح سے شام تلک کٹ گیا لشکر زینبؑ
آنکھ کے سامنے اُجڑا ہے بھرا گھر زینبؑ
کھا کے سینے پہ سناں مر گیا اکبرؑ زینبؑ
لٹ گیا تیری قسم تیرا برادر زینبؑ
رکھ کے سرشانے پہ زینبؑ کے بلکتے ہیں حمینؑ

الوداع کہہ کے ہوئے شاہؑ جو گھوڑے پہ سوار
ایڑھ دیتے تھے تو بڑھتا نہ تھا آگے رہوار
میں پلوں کیسے! کہا گھوڑے نے شہؑ سے اک بار
میرے قدموں سے تو لپٹی ہے سکیئہؑ سرکار
سن کے یہ گھوڑے سے بس خود کو گراتے ہیں حمینؑ

تنگ رسی سے گلا اپنا بندھانا بیٹی
 دے کے کانوں کے گہر دیں کو بچانا بیٹی
 قتل ہو جاؤں تو آنسو نہ بہانا بیٹی
 تم مجھے ڈھونڈنے مقتل میں نہ آنا بیٹی
 تھام کر ننھے سے ہاتھوں کو یہ کہتے ہیں حسینؑ

بڑ یتیمی نہیں ہوگا کوئی تیرا بی بی
 ہوگا رسی کا گلے میں تیرے گھیرا بی بی
 تجھ کو کھا جائے گا زنداں کا اندھیرا بی بی
 ہوگا زندان میں بابا کا نہ پھیرا بی بی
 کر کے غزبت کے حوالے تجھے جاتے ہیں حسینؑ

میری آنکھوں میں وہی عصر کا منظر ہے نوید
 خاک ہے بالی سکیئہ ہے کھلا سر ہے نوید
 وہی ماتم ہے ، وہی سر ہے ، وہی در ہے نوید
 بابا بابا کا وہی نوحہ لبوں پر ہے نوید
 نہ ہی نیند آتی ہے اُس کو نہ ہی آتے ہیں حسینؑ

نوحہ

پیاما ہے میرا حسینؑ پیاما ہے میرا حسینؑ
 دریا ہے میرا حسینؑ دریا ہے میرا حسینؑ

سروش و ملک میں نہ جن و بشر میں نہیں کوئی ایسا نہیں
 میں دیکھ آیا عرش وز میں کی حدیں سب کہیں کوئی ایسا نہیں
 جیسا ہے میرا حسینؑ جیسا ہے میرا حسینؑ

ہے زخموں سے اُس کا بدن چور لیکن لبوں پر ہے شکرِ خدا
 ہے سینے میں پیوست خنجر و لیکن لبوں پر ہے اُس کے دعا
 کیسا ہے میرا حسینؑ کیسا ہے میرا حسینؑ

دستِ دعا بن کے رہتا ہے ہر دم میرا دستِ ماتمِ دراز
 یہ فرشِ عزا ہے مُصلیٰ جو میرا تو ماتم ہے میری نماز
 سجدہ ہے میرا حسینؑ سجدہ ہے میرا حسینؑ

ہے رکھتا خدا کے وہ اوصاف سارے اگرچہ کہ بندہ ہے وہ
 کہ قبلے کا قبلہ کہ کعبے کا کعبہ کہ سجدے کا سجدہ ہے وہ
 مولا ہے میرا حسینؑ مولا ہے میرا حسینؑ

دردوں کے زرخے سے جاں دیکے جس نے چھڑائی ہے انسانیت
 لہو سے بجھائی ہے توحید جس نے بچائی ہے وحدانیت
 ایسا ہے میرا حسینؑ ایسا ہے میرا حسینؑ

ہدایت ہے جس سے شریعت ہے جس سے طریقت ہے جس سے نوید
 ولایت ہے جس سے رسالت ہے جس سے امامت ہے جس سے نوید
 تنہا ہے میرا حسینؑ تنہا ہے میرا حسینؑ

نوحہ

اے ذوالجناحِ حسینؑ اے ذوالجناحِ حسینؑ
برستے تیروں میں اک تو ہی تھا پناہِ حسینؑ
سلام تجھ پہ ہو زینبؑ کا ذوالجناحِ حسینؑ

وہ سر وہ سجدہ وہ مقتل وہ عصرِ عاشورہ
بتا لہو بھری آنکھوں میں ہائے کیا کچھ تھا
کہ تو نے دیکھی ہے وقتِ نزع نگاہِ حسینؑ

زماں تو کیا کہ مکاں تک لرز گیا ہوگا
ترا وجود بھی جاں تک لرز گیا ہوگا
کہ آخری جو سنی ہوگی تو نے آہِ حسینؑ

وہ جس پناہ میں داخل ہیں جن و انس و ملک
وہ جس سپاہ میں شامل ہیں جن و انس و ملک
ترا وجود بھی ہے شامل سپاہِ حسینؑ

ابھی قریب نگہ کے ابھی نگاہ سے دور
گزر رہا ہے اٹھائے ہوئے سواری نُوْر
تیرا وجود ہے یا طُوْر جلوہ گاہِ حسینؑ

ترے مقام کو سمجھا نہیں زمانہ ابھی
ترے مقام کو پہنچا نہیں زمانہ ابھی
کہ ہے مقام ترا آخری گواہِ حسینؑ

ردائے حضرت زینبؑ کی آس اک عباسؑ
نگاہِ شبہؑ کا اشارہ شاس اک عباسؑ
اور اُس کے بعد ہے تو واقف نگاہِ حسینؑ

یہ بے چراغ بیاباں ہے اِس اندھیرے میں
یہ عہدِ شامِ غریباں ہے اِس اندھیرے میں
ترے سموں کے نشاں سے ملی ہے راہِ حسینؑ

زمانے بھر کا نشانہ ہے اور میں تنہا
 یہ وقتِ عصرِ زمانہ ہے اور میں تنہا
 مجھے پناہ میں لے اے پناہ گاہِ حسینؑ

ترے نشانِ قدم پر سر اپنا رکھ کے نویدِ
 ترے ہی پائے کرم پر سر اپنا رکھ کے نویدِ
 اسی سجد میں ہو جائے گردِ راہِ حسینؑ

راہوارِ حسینؑ

ملتا نہیں قرار کہیں راہوار کو
وہ ڈھونڈتا ہے آج بھی اپنے سوار کو

اپنے سوار کی طرح تو بھی غریب ہے
شہہ رگ سے تو حسینؑ کی اتنا قریب ہے
محسوس تو بھی کرتا ہے خنجر کی دھار کو

وہ نزع میں بھی ساتھ ہے دماز کی طرح
اُس کا وجود آج بھی ہے راز کی طرح
سمجھو گے کیا حسینؑ کے اس راز دار کو

خالی جو تو ہے آج بھی اے پُشت راہوار
ہے منظر کے آنے کا تجھ پر ترا سوار
مہدیؑ سے کوئی پوچھے ترے انتظار کو

کرتا ہوں تیرے صن سے اندازہ سوار
 اُس کا جلال ہے تیری ہیبت سے آشکار
 دیکھوں تجھے تو سوچوں میں تیرے سوار کو

آتا ہے خیمہ گاہ سے مقتل کو ذوالجناح
 مقتل سے پھر پلٹتا ہے وہ سوائے خیمہ گاہ
 کیا دے رہا ہے گردشیں لیل و نہار کو

کلغی سے تیری ڈھالا ہے قدرت نے آفتاب
 نکلا ہے نال سے تیری واللہ ماہتاب
 تارہ کیا سموں کے ترے ہر شرار کو

اے ذوالجناح کُن پہ تجھے اختیار ہے
 تو مالکِ مشیت پروردگار ہے
 پایا تری شبیبہ میں ہر اختیار کو

نازل ہوا ہے جب سے زمیں پر ہے سوگوار
 غیبت ہو یا حضور ہو ہے ایک حالِ زار
 دیکھا ہے اشک بار ہی اس اشکبار کو

ہے منتظر نگاہ میں لے لے نوید کو
 ہے بے اماں پناہ میں لے لے نوید کو
 پھیلا دے اس غریب تک اپنے حصار کو

نوحہ

ازل سے میں نے خدا کو خدا بنا دیکھا
سر حسینؑ کو تن سے مگر جدا دیکھا

خود اپنے ہاتھ سے تطہیر کی عطا تو نے
خود اپنی آنکھ سے زینبؑ کو بے ردا دیکھا

یہ کس کا خیمہ تھا لو دے رہا تھا ہر چہرہ
کہ جب چراغ کو میں نے بجھا ہوا دیکھا

ازل ابد نظر آئے لہو میں ڈوبے ہوئے
جو در سے خیمے کے مقتل کا فاصلہ دیکھا

کروں گا اس کی مدد جو طلب کرے مجھ سے
حسینؑ کو یہی دیتے ہوئے صدا دیکھا

ازل سے میں نے یہ دنیا بسی ہوئی دیکھی
مگر گھر آلِ نبیٰ کا لٹا ہوا دیکھا

خدا نے بس اُسے دیکھا لہو میں ڈوبے ہوئے
لہو میں ڈوب کے کیا جانے اُس نے کیا دیکھا

جن آنکھوں میں تو خدا دیکھتا تھا ہائے نوید
لہو ہوئیں تو اُن آنکھوں میں تو نے کیا دیکھا

نوحہ

کس کو دیتا ہے صدا اے کربلا تیرا دیا
بعدِ کس کے لیے ہے تیرا دروازہ کھلا

دیکھنا یہ ہے کہ کیا آتا ہے سجدے کا جواب
اے حسینؑ ابنِ علیؑ تو نے تو سجدہ کر دیا

ایک ظاہر ہے خدا کا ایک خدا کا ہے حجاب
سرِ حسینؑ ابنِ علیؑ کا اور زینبؑ کی ردا

اک خدا کی ہے خدائی ایک شہ کی کائنات
کس کا جانے کیا بچا اور کس کا جانے کیا لٹا

ایک تھی جنس خدا اور ایک تھا گاہک حسینؑ
کس نے جانے کیا خریدا کس کا جانے کیا بکا

اک حسینؑ اور ایک زینبؑ ایک بھائی اک بہن
 ایک چہرہ بن گیا اور بن گیا اک آئینہ

فاطمہؑ کی رات دن تسبیح کی میں نے نوید
 تب کہیں حق سے ملی ہے مجھ کو توفیق عطا

نوحہ

پوچھے نہ کوئی یہ زینبؑ سے راہوں میں کہاں حسینؑ ہے
 جہاں سنگ ہی سنگ برستے ہوں سمجھو وہاں حسینؑ ہے

جہاں خون گرے گا سرورؑ کا وہیں سجدہ کرے گی خلق خدا
 جہاں ہوگی صدائے الالہؑ سمجھو وہاں حسینؑ ہے

سمجھو ہے مضیٰ الالہؑ سمجھو کہ قیامِ محمدؑ میں
 سمجھو کہ نمازِ ولایت ہے سمجھو کے اذانِ حسینؑ ہے

مالک ہے یہ روزِ محشر کا مالکِ تنیم و کوثر کا
 سر جھکا چڑھا ہے نیزے پر تشنہ وہاں حسینؑ ہے

کس طرح سکینہؑ بابا کو تاریکی میں پہچانے گی
 بس تیر ہی تیر بدن پر ہیں باقی کہاں حسینؑ ہے

بابا کو صدائیں دیتی ہوئی آئی جو سکینہٴ مقتل میں
آواز تن بے سر نے دی آؤ یہاں حمینؑ ہے

باطل کا تیرسوتے باطل پلٹا یا ہے خود جس نے نوید
توڑا ہے جس نے دستِ ستم ضرب گراں حمینؑ

نوحہ

اہل حرم میں شور ہے برپا ہائے حسینا وائے حسینؑ
 رہ گئی تنہا ثانی زہراً ہائے حسینا وائے حسینؑ
 کوئی منہ کو پیٹ رہا ہے کوئی سر کو پیٹ رہا ہے
 پیٹ رہا ہے کوئی سینہ ہائے حسینا وائے حسینؑ
 انس و بشر میں جن و ملک میں اہل زیں میں اہل فلک میں
 ایک ہی نوحہ گونج رہا ہے ہائے حسینا وائے حسینؑ
 خون میں اذائیں ڈوب گئی ہیں خون میں نمازیں ڈوب گئی ہیں
 قتل ہوا کعبے کا کعبہ ہائے حسینا وائے حسینؑ
 کوئی سموں سے روند گیا ہے کوئی گلا تیروں سے چھدا ہے

کھا کے گرا ہے کوئی نیزہ ہائے حسینا وائے حسینؑ
 تھامے ہوئے گھر کا دروازہ کوئی مدینے میں ہے تنہا
 دیکھ رہی ہے سب کا رستا ہائے حسینا وائے حسینؑ
 جس پر سوتی تھی وہ حزمینہ ڈھونڈنے نکلے ہے وہ سینہ
 کھو گئی بن میں بالی سکیئہ ہائے حسینا وائے حسینؑ
 جل گئے خیمے چل گیا خنجر لٹ گیا سامان چھن گئی چادر
 خاک پہ بیٹھا آپ کا کنبہ ہائے حسینا وائے حسینؑ
 شب میں سوار آیا جب کوئی یا علیؑ کہہ کے زینبؑ روئی
 ہوٹوں سے بس اتنا ہی نکلا ہائے حسینا وائے حسینؑ
 ہے جو نوید اک مجلس برپا ہے جو نوید اک ماتم برپا
 پڑسہ لینے آئی میں زہرا ہائے حسینا وائے حسینؑ

نوحہ

آجا اے میرے لال یہ ماں سوگوار ہے

پٹکا کمر سے باندھ کے لاشے اٹھا چکا
 زخمی بدن پہ ہائے بہت تیر کھا چکا
 آجا اے میرے لال

ماں ساتھ ساتھ تیرے مدینے سے آئی ہے
 وارث ہے انبیاء کا تو میری کمائی ہے
 آجا اے میرے لال

مقتل کی خاک بالوں سے یوں چھانتی ہے ماں
 بیٹا جو تجھ پہ گزری ہے وہ جانتی ہے ماں
 آجا اے میرے لال

برسا رہی ہے آنکھوں سے اپنے لہو یہ ماں
تو سرخرو ہوا تو ہوئی سرخرو یہ ماں
آجا اے میرے لال

تازہ ہے جس کا خوں ترے پیرے پر میرے لال
تو نے ابھی تو دفن کیا ہے وہ نونہال
آجا اے میرے لال

اکبر کی لاش پر بھی تیرے ساتھ تھی یہ ماں
کس طرح تو نے کھینچی تھی سینے سے وہ سناں
آجا اے میرے لال

قاسم کی لاش کس طرح تو نے اٹھائی تھی
سر سے عمامہ کھول کے گھڑی بنائی تھی
آجا اے میرے لال

ہر چند کربلا کو زمانہ ہوا نوید
آتی ہے قتل گاہ سے اب بھی صدا نوید
آجا اے میرے لال

نوحہ

قرآن کا گلا کاٹا قرآن کے حافظوں نے
توحید کو بچایا قرآن کے ناطقوں نے

شیر کے گلے پر خنجر چلا دیا ہے
یا ڈھا دیا ہے کعبہ حج کر کے حاجیوں نے

جس وقت شہہ کی گردن پر چل رہا تھا خنجر
اُٹھ کر زمیں کو گھیرا اُس وقت آندھیوں نے

ہر زخم کے لبوں پر لہیک کی صدا تھی
اک زاویہ دکھایا زخموں کے زاویوں نے

میدان میں سب بہتر اپنی جگہ احد تھے
توحید منعکس کی ہر رخ سے آئینوں نے

مانگوں نویدِ اُن سے پھر کس لیے میں جنت
نوحہ عطا کیا ہے جب مجھ کو مالکوں نے

Presented By: www.jafrilibrary.com

نوحہ

یا حسین اللہ اکبرؑ یا حسینؑ اللہ اکبرؑ
آگنی زینبؑ وطن لٹ گیا زینبؑ کا گھر

ہے دھلا جس خون میں جس میں چھپا ہے لالہ
ہے وہ خوں شبیرؑ کا اور ہے وہ زینبؑ کی ردا
دیکھ دل شبیرؑ کا اور دیکھ زینبؑ کا جگر

کیا کہوں کس سے ملا ہے لا الہ کو یہ دوام
ہے بنائے لالہ کیا اک سفر اور اک قیام
کر بلا شہہؑ کا قیام اور شام زینبؑ کا سفر

اک لہو ہے اک ردا ہے ایک لا ہے اک الہ
ایک لو ہے اک دیا ہے اک گلو ہے اک صدا
اک بہن ہے ایک بھائی اک موخر اک اثر

روکتی ہے اشک آنکھوں میں مگر رکتے نہیں
وہ اٹھاتی ہے قدم لیکن قدم اٹھتے نہیں
کیا وہ صغراً کیلئے لے جائے گی گردِ سفر

ساتھ اپنے گو وہ اصغراً کو نہ لیکر آسکی
ساتھ اپنے گو وہ اکبراً کو نہ لیکر آسکی
آگئی ہے لیکے خود ہی گھر کے لٹنے کی خبر

جن کو رو پائی نہ زینب ہائے بعدِ کربلا
ان کو روئے مصطفیٰ اور ان کو روتی سیدہ
کہہ کہ رویا ہے خدا خود ہائے زینب کے پسر

کیا کہوں عاشور کی شب جس جگہ تھی محوِ خواب
جاں نثارانِ حسینؑ ابنِ علیؑ کا اضطراب
کس طرح سے رات گزری کس طرح پھوٹی سحر

صبح کا سورج نکلنے حُر کے آنے تک نویدِ
 نیزۂ خولی پہ اک سر جگمگانے تک نویدِ
 اور کتنا کربلا کو میں کروں گا مختصر

Presented By: www.jafrilibrary.com

نوحہ

سو کھے ہوئے گلے پر شمشیر چل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے
عصمت کھڑی سرہانے خوں رخ پہ مل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

تپتی ہوئی زمیں پر جو خون بہہ رہا ہے بہہ بہہ کے کہہ رہا ہے
شہہ کے گلے سے زینبؓ کی جاں نکل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

اب جل رہا ہے جھولا شعلوں کی زد پہ آ کر کہہ کہہ کے ہائے اصغرؑ
جھولے کے ساتھ شعلوں میں ماں بھی جل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

ہر بی بی خاک اڑا کر نیروں کی زد پہ آ کر کہہ کہہ کے ہائے چادر
چکرا کے گر رہی ہے گر کر سنبھل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

دن بھر کے سب ستائے غش میں پڑے ہیں سائے کوئی ادھر نہ آتے
ہاتھوں میں لے کے نیزہ زینبؓ ٹھل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

نیزے پہ ایک سر ہے زینبؓ کو یہ خبر ہے اب شام کا سفر ہے
کاندھے سے اپنے شہہؓ کا کاندھا بدل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

ہے ڈھونڈتی حزمینہ بابا کا اپنے سینہ مقتل میں ہے سکینہؓ
اور شام ڈھل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

مقتل میں جا کے اصغر کی تشنگی بھجانے پانی اُسے پلانے
جانے کو اب سکینہ ہائے مچل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

ہر سمت ہیں بگولے ہر سمت آندھیاں ہیں شعلوں میں بیبیاں ہیں
اس دم نوید سینے سے جاں نکل رہی ہے اور شام ڈھل رہی ہے

نوحہ

خیمے میں جو آئے شہدہ دیں ہونے کو رخصت
 زینبؑ سے نہ دیکھی گئی بھائی کی یہ غربت
 کہنے لگے شہدہؑ ہے یہ بہن وقتِ قیامت
 اب وقت بہت کم ہے سنو میری وصیت
 کی تم نے ہمیشہ مری ماں بن کے حفاظت
 اب سوچتا ہوں تم کو میں عابدؑ کی امانت
 یہ ہے تو یہ سمجھو کہ ہیں توحید و رسالت
 یہ فخر ولایت ہے یہ ہے فخرِ امامت
 ہے جلوہ گر اس ذات میں ہی جلوۂ عصمت
 پوشیدہ اسی ذات میں ہیں کثرت و وحدت
 سب تیرے حوالے ہے سب تجھ کو بچانا ہے
 رب تیرے حوالے ہے رب تجھ کو بچانا ہے
 عابدؑ کو بچانا ہے عابدؑ کو بچانا ہے

عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے
 گھر تجھ کو لٹانا ہے سر مجھ کو کٹانا ہے
 عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے

مرے بعد کوئی گردش محور پہ نہیں ہوگی
 افلاک دھواں ہوں گے شعلہ یہ زمیں ہوگی
 گر فرش بچانا ہے گر عرش بچانا ہے
 عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے

مشکل ہے سفر اس کا آساں ہے مری منزل
 خود اس کی مسافت پر حیراں ہے مری منزل
 اسے خاک اڑانا ہے مجھے خوں میں نہانا ہے
 عابد کو بچانا ہے عابد کو بچانا ہے

کس ہاتھ سے یہ خنجر کس ہاتھ میں آیا ہے
 کس کس نے پس خنجر مرا خون بہایا ہے
 اس رازِ شہادت سے اسے پردہ اٹھانا ہے
 عابدؑ کو بچانا ہے عابدؑ کو بچانا ہے

یہ میرا جگر گوشہ ہر راز کا مالک ہے
 اس حلق بریدہ کی آواز کا مالک ہے
 پر شور اذانوں میں اسے خطبہ سنانا ہے
 عابدؑ کو بچانا ہے عابدؑ کو بچانا ہے

بائبل سے تا بروج جو خون میں میں غلطیہ
 ہر خون جو ناحق ہے مرے خون میں ہے پوشیدہ
 ہر خون کی گواہی کو اسے حشر میں آنا ہے
 عابدؑ کو بچانا ہے عابدؑ کو بچانا ہے

میں سب کی وراثت ہوں یہ میری وراثت ہے
یہ میری فصاحت ہے یہ میری بلاغت ہے
اسے میری خموشی کو آواز بنانا ہے
عابدؑ کو بچانا ہے عابدؑ کو بچانا ہے

اٹھتے ہوئے شعلے ہیں پھر شام غریباں ہے
پھر شام کی راہیں ہیں پھر شام کا زنداں ہے
بازار بھی آنا ہے دربار بھی آنا ہے
عابدؑ کو بچانا ہے عابدؑ کو بچانا ہے

اُس چاند کی بادل سے آواز نوید آئی
زینبؑ کو یہ مقتل سے آواز نوید آئی
نمرود کے شعلوں کو گلزار بنانا ہے
عابدؑ کو بچانا ہے عابدؑ کو بچانا ہے

نوحہ

زہراً وعلیٰ کے پیاروں کو صحرا نے چاند ستاروں کو
 مٹی کا کفن پہنایا ہے
 تیروں نے لاش اٹھائی ہے نیزوں نے قبر بنائی ہے
 تلواروں نے دفنایا ہے

نیزوں پر نیزے چلتے ہیں
 صحرا میں نیچے جلتے ہیں
 اور شام کے سائے ڈھلتے ہیں
 خیموں میں ماتم برپا ہے
 زینب پہ غشی کا سایہ ہے
 اک سر نیزے پر آیا ہے

عاشور کا سورج ڈھلتا ہے
 صحرا کا سایہ جلتا ہے
 سناٹا آنکھیں ملتا ہے
 زینب کی ردا ہے نیزے پر
 اک بار ابھی غش سے اٹھ کر
 عابد کو پھر غش آیا ہے

خجر سے دن کا قتل ہوا
 یا کاٹا گیا سروء کا گلا
 اے میرے خدا اے میرے خدا
 شبیر کا سر ہے نیزے پر
 یا پھر شبیرؑ کا سر بن کر
 سورج نیزے پر آیا ہے

ہر سمت اندھیرے چھائے ہیں
 مقتل میں پڑے کچھ سائے ہیں
 اور رات نے پر پھیلائے ہیں
 یہ چاند ستارے زخمی ہیں
 زینب کے ڈلارے زخمی ہیں
 یا گل عالم زخمایا

ویرانی ہے سناٹا ہے
 مقتل میں رات کا پہرہ ہے
 خاموش ہر ایک ستارہ ہے
 یا زینبؑ ہے یا صحرا ہے
 ٹوٹا ہوا بس اک نیزہ ہے
 خیموں کے گرد تلایا ہے

جس دھوپ میں سرورؔ ہیں تنہا
 برپا ہے جس میں کرب و بلا
 کہتی ہے یہ هل من کی صدا
 اس دھوپ میں سر پر داور کے
 اس دھوپ میں سر پر سرور کے
 زینبؓ کی ردا کا سایہ ہے

کس نے یہ مانا کون ہے وہ
 کس نے پہچانا کون ہے وہ
 بس حُر نے جانا کون ہے وہ
 گھر بار لٹا کر غربت میں
 جس نے اک حُر کی حسرت میں
 خنجر کو گلے سے لگایا ہے

تا عرشِ نویدِ ہے میرا رَم
 چلتا ہے نویدِ جو میرا دم
 بے وجہ ہے مجھ پر اُن کا کرم
 کیا کیا کاسہ لیا کیا لفظ لکھے
 کیا کیا فقر کیا کیا شعر کہے
 بس میں نے سبق دھرایا ہے

نوحہ

سر جُدا کس کا ہوا اور خدا کون ہوا
بے ردا کون ہوا لا سے الہ کون ہوا

کس کی شبہ رگ سے بہا بن کے لہو تیرا وجود
اے خدا یہ تو بتا تیرا پتا کون ہوا

لا کو سر دے کے بتا کس نے اللہ کیا
اے اللہ کے کلمے ترا ”لا“ کون ہوا

شبہ کے خیمے میں بجھاڑ کے جو خیمے میں جلا
شب عاشور بتا تیرا دیا کون ہوا

گو نجاتی ہے بھرے دربار میں یہ کس کی صدا
کٹ گئے ہیں جو گلے اُن کی صدا کون ہوا

نظر آتی ہے بتا کس کی ردا نیزے پر
بول اسلام تیرے سر کی ردا کون ہوا

میں نے مانا ترے بدلے کا خدا ہے وارث
خونِ شبیرؑ بتا تیری جزا کون ہوا

سرکٹایا ہے خدا کی جگہ کس نے یہ نوید
لا الہ کچھ تو بتا تیری بنا کون ہوا

نوحہ

امت نے رسالتؐ کا پیغام بدل ڈالا
خود کو تو نہیں بدلا اسلام بدل ڈالا

بدلا ہے شریعت کو بدلا ہے طریقت کو
آغاز بدل ڈالا انجام بدل ڈالا

مفہوم رسالتؐ کا مفہوم ولایتؑ کا
کچھ صبح بدل ڈالا کچھ شام بدل ڈالا

جھٹلائی دلیل اُس کی توحید بدل ڈالی
ہر خاص بدل ڈالا ہر عام بدل ڈالا

ہر دل کیا بت خانہ ہر دل کیا ویرانہ
منزل ہی نہیں بدلی ہر گام بدل ڈالا

اسلام تو قیدی تھا اسلام تو قیدی ہے
 ہر دور کے ظالم نے بس دام بدل ڈالا

لعنت ہو نویدِ اَن پر اللہ کی لعنت ہو
 جن لوگوں نے نعمت کا افہام بدل ڈالا

نوحہ

ہر جگہ ہر شہر میں شہہ کی عباداری کریں
سیدہ کے لاڈلے پر گریہ و زاری کریں

ہم سیبہ ملبوس نکلیں کوچہ و بازار میں
وا حسینا کی صدا دیں کوچہ و بازار میں
سنتِ زینبؑ ادا کرنے کی تیاری کریں

مقصدِ شبیرؑ کیا ہے مقصدِ اسلام کیا
دے رہی ہے سب کو اہل من کی صدا پیغام کیا
کربلا ہے کس لئے پیدا یہ بیداری کریں

وہ صدا نوحے کی ہو مل جائیں غیبت اور حضور
یوں اٹھے پردہ کہ مٹ جائیں سبھی نزدیک و دور
گریہ و ماتم کی ایسی کیفیت طاری کریں

جس نے اپنے خون سے دل پر لکھا ہے لا الہ
 جس نے اپنے خون سے زندہ کیا ہے لا الہ
 اس کے غم میں کیوں نہ سینے سے لہو جاری کریں

ہم جو روئیں ساتھ میں روئیں زمین و آسماں
 ہم جو روئیں ساتھ اپنے روئے یہ سارا جہاں
 اس طرح ماتم کریں اک سوگ سا طاری کریں

حلقہ ماتم میں سارے انبیاء بھی ساتھ ہوں
 اولیاء بھی ساتھ ہوں اور اوصیاء بھی ساتھ ہوں
 سید سجاد اس حلقے کی سالاری کریں

جس کو تنہا جان کر سب نے ستایا اے نوید
 کاٹ کر سر جس کا نیزے پر اٹھایا اے نوید
 یہ تقاضا ہے حیاء کا اس کی غمخواری کریں

نوحہ

ردائٹ چکی ہے گلاٹ چکا ہے کوئی سرسناں پر کوئی بے ردا ہے
پناہ خدا تھا جو گھر کر بلا میں وہ گھر لٹ چکا ہے وہ در جل چکا ہے

شریعت کے ماروں سے کوئی تو پوچھے طریقت کے ماروں سے کوئی تو پوچھے
شریعت ہے جس کی طریقت ہے جس کی اُسے قتل کر کے کہو کیا بچا ہے

شریعت ہے ماتم طریقت ہے نوحہ شریعت ہے پرسہ طریقت ہے گریہ
نہیں اور کچھ بھی شریعت طریقت امام زماں کی یہ ہر دم صدا ہے

خداوند حرص و ہوا و ہوس سے مچی تھی جو اُس لُٹ کی دسترس سے
لفظ ایک زینب کا نوحہ بچا ہے فقط ایک زینب کا ماتم بچا ہے

بدا ہو کے حق سے یہ کیا ڈھونڈتے ہو خودی ڈھونڈتے ہو خدا ڈھونڈتے ہو
تمہیں کچھ خبر ہے تمہیں کچھ پتا ہے خودی ہے سناں پر خدا بے ردا ہے

وہی جس کا نوحہ خدا پڑھ رہا ہے وہی جس کا ماتم خدا کر رہا ہے
 وہی دیں پنہ ہے وہی بادشاہ ہے وہی کبریا ہے وہی لا الہ ہے

جہاں نوح و آدم پہ گریہ ہو طاری جہاں چشم مہدی سے ہو خون جاری
 ہے فکرِ جہاں صیدِ سود و زیاں کو یہاں دو جہاں کا گلہ کٹ چکا ہے

نوید آئیے کیسے کیا چاہیے ہے خودی چاہیے ہے خدا چاہیے ہے
 ہیں آدمؑ یہیں پر ہیں خاتمؑ یہیں پر یہاں شاہِ والا کا ماتم پچا ہے

نوحہ

اے کلمہ گو بتا تیری غیرت کو کیا ہوا
خوفِ خدا کو پاسِ نبوت کو کیا ہوا

فرزندِ مصطفیٰ ہے تہہ تیغ یا حسینؑ
کیوں ٹوٹی نہیں ہے قیامت کو کیا ہوا

سر کاٹ کر حسینؑ کا شکرِ خدا کیا
سجدے کو تیرے تیری عبادت کو کیا ہوا

زینبؑ کی تھی ردا کہ تھی کملی رسولؐ کی
ٹوٹنے وہ لوٹ لی تیری غیرت کو کیا ہوا

بغضِ علیؑ میں پڑ گئے کیوں تفرقے ہزار
بعدِ رسولِ وحدتِ امت کو کیا ہوا

کہتا ہے یہ نویدِ کہ فوجِ یزیدِ پد
ٹوٹی نہ بن کے قہر تو لعنت کو کیا ہوا

نوحہ

حسینؑ تو نے جو خوں سے دیا جلایا ہے
صدا لگائی ہے ”لا کی ”الہ“ بچایا ہے

اگر ہے حق پہ تو بس پڑھ حسین کا کلمہ
حسینؑ ہی نے تو یہ لا الہ بچایا ہے

کیا ہے تیغ تلے جس نے شکر کا سجدہ
جہیں نے جس کی خدا کو خدا بنایا ہے

بتاؤ کون ہے وہ زیرِ تیغ ذبحِ عظیم
کہو خدا کی جگہ کس نے سر کٹایا ہے

حسینؑ وہ ہے جو تیغِ سوالِ بیعت کو
گلے سے مقتلِ ذلت میں گھیر لایا ہے

نویۃِ حیٰ علیؑ ہے صدائے خیرِ العمل
چلو کہ سیدِ سجادؑ نے بلایا ہے

نوحہ

حسینؑ تو نے خدا کو خدا بنا دیا ہے
 لہو سے اپنے فنا کو بقا بنا دیا ہے

زمانہ کوئی بھی ہو تیرے خونِ تازہ نے
 مہک سے کرب و بلا کو نیا بنا دیا ہے

بجھا کے خیمے میں بس اک دیا شبِ عاشور
 ہر ایک چہرے کو شہ نے دیا بنا دیا ہے

حسینؑ یہ تیری زینب کا تجھ پہ ہے احسان
 تری خموشی کو جس نے صدا بنا دیا ہے

وہ ایک حُر تھا کہ جس نے گزر کے خود پر سے
 ہر ایک حُر کے لیے راتا بنا دیا ہے

تیری نگاہ کے صدقے کریم کرب و بلا
کہ تُو نے حُر کی سزا کو جزا بنا دیا ہے

کریم تیرا کرم ہے فقیر کی تعریف
نوید کیا تھا اُسے کیا سے کیا بنا دیا ہے

نوحہ

لا الہ تری بقا ہے کربلا
ابتداء ہے انتہا ہے کربلا

اس سے روشن سیدہ کی ہر دلیل
اس سے روشن مرضیٰ کی ہر دلیل
اس سے روشن مصطفیٰ کی ہر دلیل
دست زینبؑ کا دیا ہے کربلا

سجدہ گاہ کبریا ہے کون ہے
تجھ میں پوشیدہ خدا ہے کون ہے
تو فنا ہے یا بقا ہے کون ہے
خُڑ سے تو نے کیا کہا ہے کربلا

کہہ رہی ہے انبیاء کی یہ قطار
 کہہ رہی ہے اولیاء کی یہ قطار
 کہہ رہی ہے اوصیا کی یہ قطار
 تیرا دروازہ کھلا ہے کربلا

جس میں ہے توحید دستورِ حجاب
 جس میں ہے توحید معمورِ حجاب
 جس میں ہے توحید مستورِ حجاب
 وہ تو زینبؑ کی ردا ہے کربلا

گو نچتی ہے یہ جو ہل من کی اذال
 ہے تہہ خنجر گلوئے کن فکاں
 لمحہ لمحہ ہے تہ نوکِ سناں
 ہر نفس ہر پل پپا ہے کربلا

کربلا سے دُور ہیں جو بے پناہ
خود ترا شیدہ خدا جن کا اللہ
اُن کو کیا معلوم اللہ کی راہ
لا اللہ کا راستہ ہے کربلا

پر دہ غفلت اٹھا کر دیکھ لو
موت کو دل سے لگا کر دیکھ لو
اپنی آنکھوں سے خود آ کر دیکھ لو
پوچھتے کیا ہو کہ کیا ہے کربلا

ایک سرور کا بریدہ سر ہے سُن
اور سر زینب کی اک چادر ہے سُن
سرخ خونِ علی اصغر ہے سُن
جن کے دم سے کربلا ہے کربلا

آری ہے جو بطرفِ مشرقین
 آری ہے جو بطرفِ مغربین
 آری ہے جو صدا ہائے حسینؑ
 کس کے گریے کی صدا ہے کربلا

سیدہ کیا مرتضیٰ کیا ہے نویدِ
 مجتبیٰؑ کیا مصطفیٰؐ کیا ہے نویدِ
 کیا کہوں اس کے سوا کیا ہے نویدِ
 کربلا ہے کربلا ہے کربلا

نوحہ

یہ صدا مہدیٰ کی ہے حیا علیٰ خیر العمل
ہاں بچھا فرشِ عرا اے کہنے والے العجل

العجل کہنا ہے تو پھر دے صدا تو یا حسینؑ
گریہ و ماتم ہی بس غیبت میں ہے میرا عمل

جو صدا ہل من کی ہے وہ میرے جد کی ہے صدا
چل پڑا ہے قافلہ آ قافلے کے ساتھ چل

کُن یومِ عاشورہ ہے کل ارضِ کربلا
آج ہے یہ کربلا اور شام کا بازار کل

لے نویدِ اس سر پہ لے ان ماتمی قدموں کی خاک
تُو بھی پائے گا شفا اس خاک کو چہرے پہ مل

کربلا والوں کے نام

میری نیت میرا سجدہ کربلا والوں کے نام
میرا سر اور میرا سودا کربلا والوں کے نام

قریب قریب کو بہ کو کوچہ بہ کوچہ سو بہ سو
خاک اڑانا رقص کرنا کربلا والوں کے نام

کیا گزر اور کیا بسر اور کیا قیام اور کیا سفر
صبح کرنا شام کرنا کربلا والوں کے نام

کیا خودی اور کیا خدا اور کیا فنا اور کیا بقا
نبض چلنا دل دھڑکنا کربلا والوں کے نام

کیا المیہ کیا ظربیہ کیسا غم کیسی خوشی
میرا نوحہ میرا نغمہ کربلا والوں کے نام

کیا حذر کیا الحذر کیا تشنگی کیا ماحظر
میرا لقمہ میرا فاقہ کربلا والوں کے نام

کیا وجود اور کیا نشاں اور کیا پتنگا کیا دھواں
میرا بننا میرا مٹنا کربلا والوں کے نام

کیسی صبحیں کیسی شامیں کیسی راتیں کیسے دن
میرا مرنا میرا چینا کربلا والوں کے نام

کیا مکاں کیا لامکاں اور کیا عدد کیا لا عدد
میرا رکننا میرا چلنا کربلا والوں کے نام

نیست کیا اور ہست کیا اور بود کیا اور رفت کیا
میرا آنا میرا جانا کربلا والوں کے نام

طاہرِ لاہوت ہوں میں طاہرِ سدرہ ہوں میں
میرا پانی میرا دانہ کربلا والوں کے نام

خیمہ شہہ میں ہوں میں آشور کی شب کا دیا
میرا بگھنا میرا جلنا کربلا والوں کے نام

اس میں پنہاں رازِ اقراء اس میں پنہاں رازِ قل
یہ کلام اور یہ صحیفہ کربلا والوں کے نام

میں کیا سوچا نوید اور میں نے کیا سمجھا نوید
میرا سوچا میرا سمجھا کربلا والوں کے نام

نوحہ

یہی ہے عشق ہمارا کہ بے ن کر رہے ہیں
یہی ہے کام کہ بس یا حسینؑ کر رہے ہیں

اُسے سمجھنے کو درکار ہے نیابتِ کُحْرُ
جو بات ہم سے شہہ مشرقین کر رہے ہیں

وہاں وہی ہیں وہی جانتے ہیں وہ ہیں کہاں
جہاں پہ سجدہ شہہ قبلتین کر رہے ہیں

غمِ حسینؑ کی حسرت میں ہیں جو سرگرداں
وہی سکون میں ہیں بس وہ چین کر رہے ہیں

ادائے اجرِ رسالت کے بعد اُن سے بھی مل
نوید ادا کہ جو اجرِ حسینؑ کر رہے ہیں